۱۹۳۰ء

۱۳۴۸ھ

خطیبِ اعظم حضرۃ شمس العلما مولانا سید سبطِ حسن (طاب ثراہ) نے مدرسۃ الواعظین اور ناظمیہ عربی کالج لکھنؤ کے طلبا کی درخواست پر اس مرثیے کی تصنیف کے لیے موضوع مقرر فرمایا: "فضائل علی ابن ابی طالبؑ قرآن و حدیث سے"۔ میں اس وقت مدرسۃ الواعظین میں مقیم تھا۔

شمعِ افروزِ حیاتِ ابدی ہے شاعر
خطِّ پیمانۂ نیکی و بدی ہے شاعر
خارج از ماہ و سن و قرن و صدی ہے شاعر
آئنہ دارِ صفاتِ احدی ہے شاعر
آدمی دہر میں آتا ہے، ضرور آتا ہے
خالقِ شعر اگر ہو تو شعور آتا ہے

شاہکارِ قلمِ عرش نشیں ہے شاعر
یدِ قدرت کی انگوٹھی کا نگیں ہے شاعر
روحِ احساس کی شہ رگ سے قریں ہے شاعر
ناظمِ دہر کی اک نظمِ حسیں ہے شاعر
بیخودی اس کی جو بڑھ جائے خودی ہو جائے
کاروانِ دلِ مضطر کو حُدی ہو جائے

اس کی تخلیق میں ہر رُخ سے ہے خالق کی نمود
زندگی بھی ہے وہیں کچھ، یہ جہاں ہے موجود
جوہرِ فرد ہے یہ، جس سے ہے ممکن کا وجود
یہ اُبھارے تو دل ابھرے، یہ نہ بولے تو جمود
انقلابِ نفسِ تیز کے آئینے میں
زلزلوں کے ہیں سکوں خیز جہاں سینے میں

آب و گِل کا عجب اعجاز ہے شاعر کی حیات
عالمِ فکر میں ہے فکرِ دو عالم سے نجات
مادی شکل میں یہ آئنہ بردارِ صفات
عنصری قید میں ہے حُرّیتِ جلوۂ ذات
اس کی باطل شکنی وجہِ قیامِ حق ہے
حق نما ہو تو کلام اس کا کلامِ حق ہے

شاعری ایسے ہی شاعر کی ہے، باقی القط
اب رہے وہ غلط انداز جو ہر خود ہیں غلط
جن کا معیارِ نظر غیر کا پیمانہ و خط
تب چلے اُن کا قلم، جبکہ لگا دے کوئی قط
چھنتے پھرتے ہیں وہ اینڈھن جو ہر اک وادی ہیں
قید سی قید ہے اک فکر کی آزادی میں

ہاں مگر وہ جو ہے ایمان کے رشتے کا گہر
شاعری جس کی ہے مبنی عملِ صالح پر
اور خصوصًا جو ہے مدّاحِ درِ پیغمبرؐ
اس کے شعروں کی زمیں عرش سے بھی بالاتر
منزلت حد سے بڑھی، مدح کی حد میں آیا
وَرَفَعنَا لَکَ ذِکرَک، بھی سند میں آیا

بادۂ صدق و حقیقت کا ہے وہ متوالا
بدرِ ذی قدرِ جمالِ مدنی کا ہالا
اس نے جو کچھ بھی کہا، دل میں خدا نے ڈالا
کشف سے، وحی سے، الہام سے بالا بالا
عالمِ وجد میں تا عرش رسا ہوتا ہے
برہِ راست وہ تلمیذِ خدا ہوتا ہے

میں اِسی سلسلۂ فکر سے ہوں وابستہ
مدحِ حیدرؑ کا ہے گلزار مرا گلدستہ
جو سمجھتے تھے مجھے زار و نزار و خستہ
اُن کی نظروں پہ چڑھا اب سخنِ برجستہ
نہ فقط چند ہمہ اور شما سُنتے ہیں
ہے درِ علم کی مدحت، علما[1] سُنتے ہیں

میرا ممدوح ہے ممدوحِ رسولِؐ اکرم
میرا موضوع ہے ارشادِ خطیبِ اعظم[2]
حکم یہ ہے کہ علیؑ کے وہ فضائل ہوں رقم
جو ہوں افراط نہ تفریط، نہ بیش اور نہ کم
بات قرآن و احادیث کی منزل میں رہے
لب پہ ہو ذکرِ علیؑ، عشقِ علیؑ دل میں رہے

نوبتیں جس نے اذانوں کی بجائیں، وہ علیؑ
آیتیں جس کے لیے عرش سے آئیں، وہ علیؑ
مدحتیں جس کی حدیثوں نے سنائیں، وہ علیؑ
جس نے چولیں درِ خیبر کی ہلائیں، وہ علیؑ
جس کی قوت ہے رسولِؐ دوسرا کی طاقت
جس کے بازو میں خدا داد خدا کی طاقت

مطلعِ ثانی

مالکِ مسندِ تطہیر و امامت ہیں علیؑ
نورِ وحدت ہیں نبیؐ، نورِ رسالت ہیں علیؑ
جسمِ اعجاز علیؑ، روحِ کرامت ہیں علیؑ
مادّی شکل میں اللہ کی طاقت ہیں علیؑ
کیا کہوں میں کہ زمانہ انھیں کیا کہتا ہے
ایسے ہی کچھ ہیں کہ حق عینِ خدا کہتا ہے

---

[1] پہلی بار یہ مرثیہ جس مجلس میں پڑھا گیا اس میں تقریبًا تمام علمائے لکھنؤ شریک تھے۔ [2] شمس العلماء جناب مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ طاب ثراہ

مصطفیٰؐ قلزمِ رحمت تو شناور ہیں علیؑ — وہ ہیں آئینہ اس آئینے کا جوہر ہیں علیؑ
مالکِ خلد ہیں وہ ، ساقیِ کوثر ہیں علیؑ — دین داور ہیں نبیؐ ، شرعِ پیمبر ہیں علیؑ
جیسے احمدؐ کا شرف خالقِ غفار کے بعد
ہو بہو ایسے ہیں یہ احمدِؐ مختار کے بعد

شرفِ منزلِ آیاتِ شریفہ ہیں علیؑ — اُمتِ احمدِ مرسل کا وظیفہ ہیں علیؑ
ایک تو نائبِ قدرت کے خلیفہ ہیں علیؑ — پھر جو مصحف سے مقدم وہ صحیفہ ہیں علیؑ
جب علیؑ عزم کی میزان میں پورے اُترے
تب کہیں عرش سے قرآن کے سورے اُترے

شان وہ ہے کہ مَلک نورِ خدا کہتے ہیں — آن وہ ہے کہ نبیؐ قلعہ کُشا کہتے ہیں
ذات ایسی ہے کہ سب صلِّ علیٰ کہتے ہیں — اور نُصیری تو خدا جانیے کیا کہتے ہیں
قول محبوبِ الٰہی کے سِوا سمجھے ہیں
یاں خودی بھی نہیں نادان خدا سمجھے ہیں

ہم خدا دوست جو ہیں ، کہتے ہیں ضرغامِ خدا — مرکزِ دینِ مبیں ، مقصدِ احکامِ خدا
مئے وحدت کا چھلکتا ہوا اک جامِ خدا — جب سنا لفظ علیؑ ، دل نے کہا نامِ خدا
ہم نصیری کا عمل شرکِ جلی کہتے ہیں
ایسے حق گو ہیں کہ حق کو بھی علیؑ کہتے ہیں

ذکرِ حق ، ذکرِ نبیؐ ، یادِ نبی ، یادِ علیؑ — فاتحِ بدر واحد ، زورِ خدا دادِ علیؑ
ہر قدم کیوں ہوں نہ ہم طالبِ امدادِ علیؑ — حق نے مشکل میں محمدؐ سے کہا، نادِ علیؑ
دینِ رب کا وہ سمجھتے تھے سہارا ان کو
جب تو خیبر میں بلا خوف پکارا ان کو

مالکِ مملکتِ فتح و ظفر ہیں حیدرؑ — حافظِ ختمِ رسل شام و سحر ہیں حیدرؑ
پشت پر ہے جو نبیؐ کی وہ سپر ہیں حیدرؑ — اپنے بابا کی دعاؤں کا اثر ہیں حیدرؑ
قلب ہیں احمدِ مختار تو یہ قالب ہیں
حق کے طالب ہیں کہ دلبندِ ابوطالب ہیں

منزلِ سورۂ والنجم اِذا ، بدرِ منیر — امرِ حق ، آمر و مامور، اولی الامر و امیر
طینتِ پاک میں اسرارِ کتاب و تفسیر — تن وفا ، نفسِ رضا ، روحِ عمل ، صدقِ ضمیر
شانِ تخلیق میں خلقت سے جدا ہیں بخدا
نہ جدا ہیں یہ خدا سے ، نہ خدا ہیں بخدا

ان کی وہ تیغ خداداد، قضا سے مانوس — جس کے قبضے میں شجاعوں کی نگاہیں محبوس
جس کی اک ضرب سے اس طرح دبیں لاکھ نفوس — جس طرح نعرۂ تکبیر سے شورِ ناقوس
ایک ایسا نہیں لاکھ اہلِ کرامات بنے
ہیں یہ خالق کی زباں کس کی یہاں بات بنے

والیِ سلطنتِ اہلِ وِلا ہیں حیدرؑ — جرم و عصیاں کے مریضوں کی دوا ہیں حیدرؑ
شاملِ نورِ رسولِ دوسرا ہیں حیدرؑ — اور اسی وجہ سے تو وجہِ خدا ہیں حیدرؑ
یہ بھی طاعت ہے کہ مولا کی اِطاعت کرلی
ان کے چہرے پہ نظر کی تو عبادت کرلی

جنّتی ان کے محب، ان کے عدو ناری ہیں — اس کا اقرار اُنھیں بھی ہے جو انکاری ہیں
ایسے یوسف کے جو گاہک نہیں ، بازاری ہیں — سب سے بڑھ کر ہے سند ، مسندِ باری ہیں
جزوِ تنویرِ شہنشاہِ امم ہیں حیدرؑ
بہرِ یٰسینِ مبیں ، پارۂ عم ہیں حیدرؑ

بطنِ مادر میں تھے جس وقت کہ مولائے انام — کبھی آتے تھے محمدؐ تو یہ کرتے تھے سلام
خود اُٹھا دیتے تھے ماں کو پئے تعظیمِ امامؑ — کلمہ پڑھتے تھے ، کرتے تھے پیمبرؐ سے کلام
ایک آیہ کوئی قدسی ابھی لایا بھی نہ تھا
بولتا جب یہ تھا یہ قرآن کہ آیا بھی نہ تھا

فقر پر اپنے انھیں فخر بھی ہے شاہ بھی ہیں — بدر کے چاند بھی ہیں ، کعبے کے یہ ماہ بھی ہیں
شارعِ شرع بھی ہیں ، خضر بھی ہیں راہ بھی ہیں — بازوئے احمدِ مرسل بھی ، یداللہ بھی ہیں
ایک میں بھی نہیں یہ ایک صفت حیدرؑ کی
یہ صحابی بھی ہیں اور آل بھی پیغمبرؐ کی

مظہرِ لطف و جمال، آئینہ قہر و جلال   عیدِ والفتح کا ہیں مطلعِ نصرت پہ ہلال
بت شکن، زندقہ و کفر و ضلالت کا زوال   ان کمالات سے ہیں دینِ محمدؐ کا کمال
معنیِ آیۂ بلّغ ہیں یہ پایا دیکھو
جب تو اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِینَکُمْ آیا دیکھو

رس ہے خطبوں میں سبھی کے مگر اعجاز نہیں   لبِ قدرت کا ہو شک جس پہ وہ آواز نہیں
لوگ غزوات میں غازی تو ہیں جانباز نہیں   ان کا ہر وصف خدا ساز ہے خود ساز نہیں
شاہِ والنجم بھی ہیں ماہِ فلک جاہ بھی ہیں
اسد اللہ بھی ہیں، اور مِنَ اللہ بھی ہیں

وہ جلالت کہ دلِ کفر تصوّر سے ہو شق   دبدبہ وہ ہے کہ طوفان کو آجائے عَرق
قہر ایسا کہ ہوں چودہ طبقے ایک طبق   تیغ ایسی کہ دوسرا اور سپرِ وحدتِ حق
جس کے قبضے کو عدو فتح کی آیت سمجھے
جس کی جھنکار کو بھی شورِ قیامت سمجھے

ہمسری کرکے بھی ان کا کوئی ہمسر نہ ہوا   رہ کے دنیا میں کوئی ساقیِ کوثر نہ ہوا
نامِ جھولے میں کسی شیر کا حیدرؑ نہ ہوا   فتح کتنوں میں کسی ایک سے خیبر نہ ہوا
لائقِ عزّت و تعظیم ہمارے سب تھے
ایک کرّار نہیں یوں تو کرارے سب تھے

کس نے پایا ہے یہ اقبال یہ شان و شوکت   دین کہتے ہیں جسے وہ ہے علیؑ کی طاقت
یہ نہ انسان کی ہمّت نہ اسد کی جرأت   کوئی فطرس سے تو پوچھے کہ ہے کتنی قدرت
قدسیوں کو بھی مُرادوں کے گہر بخشے ہیں
بے پر و بال کو اخلاص کے پر بخشے ہیں

جسدِ شرع ہیں محبوبِ خدا، سر حیدرؑ   خویشِ حیدرؑ ہیں پیمبرؐ کے، برادر حیدرؑ
وادیِ علم کے ہیں شہر نبیؐ، در حیدرؑ   درِ فردوس پہ تحریر ہے حیدرؑ حیدرؑ
ہم نے جنّت سے جو پوچھا ترے کیا ہیں حیدرؑ
کھُل کے ہر در نے کہا عقدہ کُشا ہیں حیدرؑ

دینِ اسلام کے اک عاشقِ جانباز علیؑ — طائرِ علم و عمل کا پرِ پرواز علیؑ
رازِ احمد کا جو مصحف ہے تو ہمراز علیؑ — ایک اعجاز وہ ہے، دوسرا اعجاز علیؑ

فرق اتنا سا ہے قرآن میں اور حیدر میں
وہ پیمبر کے گھر اترا یہ خدا کے گھر میں

جز علیؑ کون گراں قدر ہے قرآں کی مثال — اسد اللہ ہوا ہے کوئی کعبے کا غزال
روح بھی، نفس بھی، صناعِ مشیت کا کمال — خود ہیں یہ بدرِ شبِ قدر تو شمشیر ہلال

تیغ کا ان کی جو ماہِ فلک آرا چمکا
بدر میں ملتِ بیضا کا ستارا چمکا

خلق سے پہلے نہ تھا جب کوئی خالق کا ولی — کس کا تھا نورِ خفی واقفِ اسرارِ جلی
جب محمدؐ تھے فقط اور یہ وصیِ ازلی — غیر معبود کہاں تھا کوئی ہستی میں علیؑ

ایک تھا نورِ نبیؐ، پرتوِ اکرامِ خدا
اک خدا، ایک یہ ہمنامِ خدا، نامِ خدا

یہ کراماتِ مجسم ہیں، سراپا اعجاز — شکل آئینۂ قدرت، قدِ بالا اعجاز
خلق و حلم و کرم و جرأت و تقویٰ اعجاز — علم کے ساتھ عمل کا ہیں یہ گویا اعجاز

شکلِ انساں میں مشکّل ہے کرامت دیکھو
قاریو! بولتے قرآن کی صورت دیکھو

خاک سے روزِ ازل پیکرِ آدم جو بنا — اس کی طینت میں بھی شامل تھا یہ دانائے دنیٰ
عجزِ عرفاں سے ملک کر نہ سکے ان کی ثنا — ہاتھ کانوں پہ دھرے کہہ گئے لاعِلْمَ لَنَا

غیب سے حاصلِ آیاتِ شریفہ آیا
ان کی تمہید میں فی الارضِ خلیفہ آیا

بعد احمدؐ کے ہر اک علم کے ماہر ہیں علیؑ — ترکِ اولیٰ سے بھی ہیں پاک وہ طاہر ہیں علیؑ
علمِ باطن کے جو عالم ہیں وہ ظاہر ہیں علیؑ — بول اے دُرِّ نجف کانِ جواہر ہیں علیؑ

جس نے مانا ہے انھیں اس نے بھی کیا جانا ہے
صرف اللہ و نبیؐ نے انھیں پہچانا ہے

اللہ اللہ عجب بندۂ مولا ہیں علیؑ　　جس کے عارف ہیں نبیؐ ایک، وہ یکتا ہیں علیؑ
اب کہو اور بھلا کیا میں کہوں کیا ہیں علیؑ　　بس ہیں والشمس محمدؐ، وَضحٰہا ہیں علیؑ

قُل کفا کو جو نہ کافی دمِ مدحت سمجھیں
فَسَیَکفِیکَہُمُ اللہ کفایت سمجھیں

ایک دن محو تھے طاعت میں امامِ عادل　　حسبِ معمول تھے آدابِ عبادت کامل
رعبِ قہار کی زنجیر میں جکڑا ہوا دل　　حق میں مشغول اور اپنے سر و تن سے غافل

اسلحہ جسم سے ٹکرائے اور احساس نہ ہو
پاؤں سے تیر نکل جائے اور احساس نہ ہو

یاں سخی کا تھا یہ عالم اُدھر آتی تھی صدا　　مَیں ہوں بھوکا مجھے کھانا کوئی دو بہرِ خدا
کچھ کسی نے نہ دیا جب تو گدا کہہ کے چلا　　سائیں اب جاتے ہیں، مولا کرے سب کا بھلا

کچھ نہ مسجد سے بجز نقدِ رضا لے کے چلے
بھیک لینے کو ہم آئے تھے دعا دے کے چلے

گو بظاہر تھے مُصلّے پہ علیؑ جلوہ نما　　مگر از راہِ حضوری تھے سرِ عرشِ عُلا
اب وہاں پہنچی جو مسجد سے گدا کی یہ صدا　　حق نے الہام کیا، حق کے ولی نے سمجھا

دستِ خالق کے تصرف میں جو شے تھی بخشی
وارثِ ختمِ رسالت نے انگوٹھی بخشی

اب بھی سمجھے شرفِ نائبِ خاتم نہ اگر　　پھر وہ دل ہے خَتَمَ اللہ کا گویا دفتر
ناز کر اپنے نصیبے پہ گدائے حیدرؑ　　اِنَّما کی بھی لگی مُہر ترے محضر پر

اِتنا قیمت میں بِلا مال کہ سلطان ہوا
دی علیؑ نے وہ انگوٹھی کہ سلیمان ہوا

رزقِ کونین کا یہ بار اُٹھانے والے　　اپنی روزی کے ہیں خود روز کمانے والے
کھا کے یہ نانِ جویں، خلد لُٹانے والے　　ایسے ہوتے ہیں محمدؐ کے گھرانے والے

ہاتھ خالی ہے مگر علم سے معمور بھی ہیں
حق کے معمار بھی ہیں، باغ میں مزدور بھی ہیں

ہر بشر سے یہ بجز خیرِ بشر ہیں اعلیٰ　　سرمۂ دیدۂ یعقوبؑ ہے خاکِ کفِ پا
اُن کے یوسف کی بہا، چند درم، نامِ خدا　　یہ وہ یوسف کہ فقط نفس کی قیمت ہے رضا
وہ بکے بیچنے والوں کی طلب گاری سے
اِن کو گاہک نے لیا ذوقِ خریداری سے

نفس کی قدر کے عارف ہیں جو میرے مولا　　لے لیا بس وہی خوش ہو کے جو قیمت میں ملا
ہے مگر کون کھرا دادوستد کا اپنا　　لی رضا، نفس دیا، نقد کیا سب سودا
گو کہ خود یوسفِ بازار ہیں مَن یَّشرِی کے
بِک گئے پھر بھی خریدار ہیں مَن یَّشرِی کے

یہ نہ ہوں گر تو کوئی حق کا منادی ہی نہ ہو　　پھر کوئی طاعتِ معبود کا عادی ہی نہ ہو
یہ نہ پیدا ہوں تو ایسا کوئی ہادی ہی نہ ہو　　دخترِ احمدِ مختار کی شادی ہی نہ ہو
کفو ایسا نہیں پائے گی کسی کی لڑکی
لڑکا اللہ کے گھر کا، تو نبیؐ کی لڑکی

متصل سرحدِ واجب سے ہے امکانِ علیؑ　　جو کہو بعدِ پیمبرؐ وہ ہے شایانِ علیؑ
ہو سکا اہلِ جہاں سے جو نہ عرفانِ علیؑ　　غُل مچایا کہ غلو کار غلامانِ علیؑ
ہو رسا ذہن جو قرآن کے اک نقطے تک
سر بسر ان کے فضائل ہیں الف سے یے تک

ہاں "الف" سے ہیں یہ اسلام کی نصرت کے امیر　　"بے" سے بخشش کی ہیں بنیاد، براءت کے بشیر
"تے" سے تقدیس کی تخمیر، ترابِ تطہیر　　"ثے" سے ثابت ہے ثباتِ قدمِ عرش سریر
"جیم" سے جادۂ ایماں ہیں جماعت کے لیے
"ح" سے ہیں حِصنِ حَصیں حق کی حمایت کے لیے

"خے" سے خالق کے خلیفہ، خلفِ خیرِ وریٰ　　"دال" سے دعوتِ حق، دافعِ غم، دفعِ بلا
"ذال" سے ذی حشم و ذی شرف و ذکرِ ذکا　　"رے" سے ہیں رحمتِ رب، "زے" سے زعیمِ زعما
"سین" سے سایۂ حق ساقیِ کوثر حیدرؑ
سرورِ دیں ہیں جسد، سر ہیں سراسر حیدرؑ

"شین" سے شیرِ خدا اور شریکِ شہدا　　شفقتِ شافعِ محشر سے شفیعِ دوسرا
"صاد" سے صاد کی سورت، صمدیت کی صدا　　صابر و صادق و صدّیق، بصد صدق و صفا
"ضاد" بولا انھیں ضرغامِ وغا بھی کہیے
ضاآئیں چیخ اٹھے ضربِ خدا بھی کہیے
"طا" سے ہیں طنطنۂ طلعتِ طورِ سینا　　طَرحِ انداز و طرفدارِ طریقِ طاہا
طیّب و طاہر و طغریٰ کشِ طیب و طوبیٰ　　"ظا" سے ظاہر ہے ظفریاب ہے یہ ظلِّ خدا
"عین" سے عینِ خدا، علمِ ابوطالبؑ ہیں
"غین" کا غُل ہے کہ یہ غالبِ ہر غالب ہیں
"فے" سے فاروق بھی، فارق بھی ہیں فرقان بھی ہیں　　فاتح و فاتحہ بھی، فتح کا فرمان بھی ہیں
فضل بھی، فیض بھی، فیّاض بھی، فیضان بھی ہیں　　"قاف" سے شور ہے تا قاف کہ قرآن بھی ہیں
قابَ قوسین میں قیّوم کی قدرت ہیں علیؑ
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدْ کا قد و قامت ہیں علیؑ
"کاف" سے کاسرِ اصنام و کریم و کرار　　"لام" سے لہجۂ قوسین و لبِ حق گفتار
"میم" سے ملّتِ مرحوم کے مالک، مختار　　"نون" سے نعمتِ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ بکنار
ہر قدم "واو" کا نعرہ ہے کہ اے واہ علیؑ
"ہے" سے ہادی ہیں علیؑ "یے" سے ید اللہ علیؑ ـه
ان فضائل سے ہے آراستہ یہ ذاتِ سعید　　جب تو خاصانِ خدا کہتے ہیں مولا کو وحید
اک یہ ادنیٰ سی فضیلت ہے دو عالم سے مزید　　کعبۃ اللہ کے مولود ہیں، مسجد کے شہید
جشنِ میلاد رچا ربِّ ہدا کے گھر میں
پھر ہوا آپ کا ماتم بھی خدا کے گھر میں
آگئی یاد وہ انیسویں ماہِ رمضاں　　سحرِ غم اثرِ رحلتِ مولائے زماں
تھا میسر جو نہ گھر میں سحری کا ساماں　　پی کے پانی کا بس اک جام اٹھے بہرِ اذاں
رکھ کے روزے پہ جو روزہ شہِ ذی جاہ چلے
تیغ کھانے کو جنابِ اسد اللہ چلے

ـه اگر شہادتِ امیر المومنینؑ کی بجائے کربلا کے مصائب پڑھنا ہوں تو اس بند کے بعد صفحہ ۲۲۹ پر ضمیمہ پڑھیے جو ساقی نامہ سے شروع ہوتا ہے۔

در کے پاس آئے تو کلثوم سے بولے اک بار   زیست کا کوئی بھروسا نہیں میری دلدار
چند طائر جو یہ گھر میں ہیں انیس و غم خوار   ہم تمھیں سونپ کے جاتے ہیں، تم ان سے ہشیار
بے زباں ہیں انھیں دل سے نہ بھلانا بیٹی
خود نہ کھانا انھیں دو وقت کھلانا بیٹی

ہائے حیوانوں کا یہ پاس ہو جس کو یہ خیال   تین دن آب و غذا پائیں نہ اُس کے اطفال
فوج سیراب ہو اور پیاس سے بچے ہوں نڈھال   برچھیاں بھوک میں کھائیں اسد اللہ کے لال
ایک قطرہ بھی دمِ مرگِ جوانی نہ ملے
سامنے نہر ہو، بے شیر کو پانی نہ ملے

پیشوائی کو جو ہر گام اجل تھی ہمراہ   شوق میں وصلِ الٰہی کے بڑھے شیرِ اِلٰہ
لائے مسجد میں جو تشریف امامِ ذی جاہ   منہ سے بے ساختہ فرمایا کہ اِنّا لِلّٰہ
شہ کی تعظیم کو ہر زاہد و دیندار اٹھا
ابنِ ملجم بھی چھپائے ہوئے تلوار اٹھا

دی اذاں شہ نے صفیں جمنے لگیں بہرِ نماز   طاعتِ صبح میں مشغول ہوئے شاہِ حجاز
آخری سجدے میں جس وقت جھکا فرقِ نیاز   تھرتھرا کر یہ دمِ ذکر پکاری آواز
کہیں طاعت کو امامِ ازلی چھوڑیں گے
دم بھی ٹوٹے گا تو نیت یہ نہیں توڑیں گے

زہر آلودہ وہ تیغ اور وہ ید اللہ کا سر   یہ جفا طاعتِ معبود میں اللہ کے گھر
رو کے جبریلؑ نے آواز یہ دی گردوں پر   رو وٗ اے امتیو، ہو گئے زخمی حیدرؑ
سجدۂ رب میں امامِ ازلی کو مارا
اک جفا کار نے سجدے میں علیؑ کو مارا

سُن کے جبریل کی فریاد اٹھا شورِ بُکا   خانۂ فاطمۂ زہرا میں ہوا حشر بپا
جد کے روضے کی طرف مڑ کے یہ زینبؑ نے کہا   نانا جاں آپ کی اُمت نے ہمیں لُوٹ لیا
کس سے غربت میں کہوں عقدہ کشائی کے لیے
میں وہیں قبر پہ آتی ہوں دُہائی کے لیے

مسجدِ کوفہ میں پہنچی جو یہ پُر درد صدا   بولے شبّرؑ سے یہ شبیرؑ کہ پیارے بھیّا
لے کے بابا کو چلو جلد سوئے بیتِ عزا   کہیں سر پیٹ کے مرجائیں نہ بہنیں دُکھیا
گھر کی جانب سے جو اس وقت ہوا آتی ہے
ہائے بابا کی ہر اک بار صدا آتی ہے

رو دیا کہہ کے جو یہ فاطمہؑ کا نورالعین   کھول دیں آنکھیں یداللہ نے ہو کر بے چین
بھر کے اک آہ پکارے یہ شہِ بدر و حنین   عرش ہلتا ہے نہ رولے مرے مظلوم حسینؑ
صبر کرنے کا ہے لازم تجھے شیوا پیارے
تو جواں لال کو بھی رو نہ سکے گا پیارے

خوں بھرے ہونٹوں سے سُن سُن کے یہ باتیں جانکاہ   وا علیّاہ کا مسجد میں اٹھا غل ناگاہ
لے کے زندہ کے جنازے کو بصد نالہ و آہ   گھر کو سبطین چلے اہلِ عزا کے ہمراہ
پاؤں شبّرؑ نے تو شبیرؑ نے سر کو تھاما
بڑھ کے عباسؑ نے بابا کی کمر کو تھاما

آہیں بھرتا تھا کوئی، پیٹ رہا تھا کوئی سر   ہائے آقا کوئی کہتا تھا، کوئی ہائے پدر
گھر کے نزدیک جو پہنچے تو یہ بولے حیدرؑ   میرے اصحاب اولوالعزم سے کہہ دو شبّرؑ
گھر کو سب جائیں نہ ڈیوڑھی کے قریں آئے کوئی
بی بیاں روئیں گی آواز نہ سُن پائے کوئی

یا علیؑ آپ کو پردے کا تھا جن کے یہ پاس   کربلا میں وہی ناموس کھڑے تھے بے آس
سر کھلے، ہاتھ بندھے، خاک بسر، عالمِ یاس   علی اکبرؑ تھے نہ شبیرؑ نہ سر پر عباسؑ
پشتِ مجروح سے اک خوں کی ندی جاری تھی
بازوؤں میں تھی رسن، قید کی تیاری تھی

کربلا میں یہ مظالم جو ہوئے عترت پر   ان کی تمہید تھی زخمِ سرِ پاکِ حیدرؑ
گھر میں لائے جو یداللہ کو مسجد سے پسر   بیٹیاں خاک پہ غش کھا کے گریں پیٹ کے سر
جن و حور و مَلَک و ارض و سما روتے تھے
فاطمہؑ روتی تھیں، محبوبِ خدا روتے تھے

جلد جرّاح کو لائے جو بُلا کر رفقا   رو دیا دیکھ کے وہ زخمِ سرِ شاہِ ہدا
جھک کے آہستہ جو کچھ کان میں شبّرؑ سے کہا   پوچھا شبیرؑ نے کیا کہتا ہے یہ مردِ خدا
رو کے بولے کہ یتیمی کی خبر دیتا ہے
ہائے مرہم کے عوض دردِ جگر دیتا ہے

ناگہاں لایا جو قاتل کو پکڑ کر کوئی   بازوؤں میں تھی رسن، درد سے روتا تھا شقی
بولے یہ دیکھ کے شبیرؑ سے خالق کے ولی   تم کو زینبؑ کی قسم کھول دو بازو جلدی
کھل گئے حکمِ علیؑ سے ستم ایجاد کے ہاتھ
ہائے مقتل میں بندھے آپ کی اولاد کے ہاتھ

قید خانے میں نظربند ہوا قاتلِ شوم   سو گئے فرطِ نقاہت سے امامِ مظلوم
کھول دی آنکھ دمِ ظہر کہ یہ تھے معصوم   وقتِ افطار ہوئیں حاضرِ خدمت کلثومؑ
عرض کی لائی ہوں شربت شہِ عادل کے لیے
بولے شہ بھیج دو پہلے مرے قاتل کے لیے

آب سے کرکے پھر افطار کیا شکرِ خدا   محوِ خالق کی عبادت میں رہے تا بہ عشا
تا جبیں زخم تھا، سجدہ نہ ہوا پھر بھی قضا   شب جو اکیسویں آئی تو ہوا حشر بپا
ہاتھ تکبیر کو اُٹھتے ہوئے تھرّانے لگے
دمبدم زینبؑ و کلثومؑ کو غش آنے لگے

اب تصوّر ہے مرا اور وہ غضب کا منظر   بیٹیاں، مادرِ عباسؑ، کنیزیں، دلبر
آپ کے چاروں طرف بیٹھ گئے سب آکر   بولے کلثومؑ سے مولا کہ مری لختِ جگر
کل اماناتِ شہنشاہِ عرب لے آؤ
جو بزرگوں کے تبرّک ہیں وہ سب لے آؤ

وہ اُٹھا لائیں یہ ساماں جو بصد آہ و بُکا   اُٹھے شبّرؑ کے سہارے سے امامِ دوسرا
مثلِ دستارِ شرف جامہ و قرآن اپنا   حسنؑ پاک کو مولاؑ نے عطا فرمایا
جس کے جو چیز تھی شایاں وہ اسی کو بخشی
اپنی تلوار حسینؑ ابنِ علیؑ کو بخشی

اک مصلّےٰ تھا وہ کلثوم کو دے کر یہ کہا   جب جواں ہو مرا عابدؑ تو اسے دے دینا
اک یہ مشکیزہ ہے شبیرؑ کی اُس بیٹی کا   جو بنائے گی چچا جان کو سقّا اپنا
اپنے بچّوں سے سوا چاہے گا عبّاسؑ اُسے
یہ اُسے دیجیو تڑپائے گی جب پیاس اُسے

وہیں نزدیک رکھا تھا علمِ فوجِ الٰہ   جا پڑی اس پہ نظر روئے امامِ ذی جاہ
دیکھ کر پھر سوئے عبّاسؑ بحالِ جانکاہ   بولے شفقت سے قریب آؤ مرے غیرتِ ماہ
پاس آئے تو پھریرے کو علم کے چوما
دونوں شانوں کو پھر اس اہلِ ہمم کے چوما

رو کے فرمایا میں قربان مرے لختِ جگر   کچھ خبر ہے تمھیں، تم کس کی دعا کا ہو اثر
ہم پئے نصرتِ شبیرؑ بہت تھے مضطر   تب ہمیں حق نے دیا تم سا جگردار پسر
بھائی کی چاہ میں حد کیجیو غمخواری کی
دھوم مچ جائے زمانے میں وفاداری کی

گھیر لے گی مرے شبیرؑ کو فوجِ اعدا   نام اُس جنگ کا ہے معرکۂ کرب و بلا
تم اُٹھاؤ گے مری جاں علمِ فوجِ خدا   ہم بھی آئیں گے زیارت کو تمھاری بیٹا
لاش پر بنتِ نبی اشکوں سے منہ دھوئیں گی
فاطمہؑ اپنا پسر کہہ کے تمھیں روئیں گی

دل ہے بے چین کہ ہم دیکھتے وہ منظرِ غم   ہاں حسینؑ ابنِ علیؑ بھائی کو دیدو یہ علم
اُٹھے شبیرؑ کمر تھام کے بادیدۂ نم   رکھ دیا دوش پہ عبّاسؑ کے رایتِ محتشم
بولے حیدرؑ، میں فدا اے مرے غمخوارِ حسینؑ
تجھ پہ بابا کا سلام آہ علمدارِ حسینؑ

دیکھ کر مادرِ عبّاسؑ یہ پُر درد سماں   بولیں بیٹے سے مرے لال میں تجھ پر قرباں
بھول جانا نہ پدر کی یہ وصیت مری جاں   ورنہ پھر یاد رہے دودھ نہ بخشے گی یہ ماں
مستعد خدمتِ شبیرؑ میں رہنا بیٹا
ان کو آقا کے سوا بھائی نہ کہنا بیٹا

یادِ عاشور میں رونے لگے سب اہلِ عزا — گھر میں حیدرؑ کے ہوئی مجلسِ شبیرؑ بپا
دل جو ٹھہرا تو پکارے یہ امامِ دوسرا — آؤ زینبؑ مرے نزدیک، وہ آئیں تو کہا
اپنی اماں کی رِدا بڑھ کے اُٹھا لو بی بی
خاص حصّہ یہ تمہارا ہے سنبھالو بی بی

وہ تو رونے لگیں ہے ہے مری اماں کہہ کر — اُٹھ کے کلثومؑ نے خواہر کو اُڑھائی چادر
کیا خدا جانے علیؑ کو نظر آیا منظر — دیکھا زینبؑ کو۔ پھری جانبِ شبیرؑ نظر
پھر تو اک لفظ بھی کہنے کی نہ مہلت پائی
غش ہوا حیدرِؑ صفدر نے شہادت پائی

بیٹیاں سینہ و سر پیٹ کے کرنے لگیں بَین — غش ہوئیں مادرِ عباسؑ دمِ شیون و شین
خاک بالوں میں بھری ہو کے حسنؑ نے بے چین — ہل گئی قبرِ نبیؐ روئے تڑپ کر جو حسینؑ
آج کوفے میں جو آغازِ بلا ہوتا تھا
کربلا خاک اُڑاتی تھی نجف روتا تھا

بال بکھرا کے یہ تھا زینبؑ مضطر کا بیاں — ہائے ہم کس کے سہارے پہ جئیں بابا جاں
دیس غیروں کا ہے نانا ہیں نہ اماں ہیں یہاں — چھوڑ کر کوفے میں تنہا ہمیں جاتے ہو کہاں
سب ہیں بیگانے نہیں ایک یگانہ بابا
دشمنِ آلِ پیمبرؐ ہے زمانہ بابا

بہرِ نصرت ہے یہاں کون بتاتے جاؤ — پڑھ کے قرآن پھر آواز سناتے جاؤ
میرے سجّاد کی شادی تو رچاتے جاؤ — ختم ہے اب رمضاں عید مناتے جاؤ
عام، کل شہر میں تہوار کا ساماں ہوگا
گھر میں زینبؑ کے مگر باپ کا دسواں ہوگا

مرثیہ ختم ہے کر شکرِ نسیم خوش ذات — اب رقم کر سنِ تصنیف کہ ہو شیخِ حیات
اِمتحاں[۲] کا الف اُٹھ کر یہ پکارا حق بات — "ایک سو چودہ احادیث اور اکیس آیات"
۱۳۲۹ - ۱ = ۱۳۲۸ھ
بات کی بات بھی تاریخ کی تاریخ بھی ہے
دلِ حاسد کے لیے خنجرِ مریخ بھی ہے

۲ مادۂ تاریخ سے الف کا تخرجہ

ضمیمہ

صفحہ ۲۲۷ کے چوتھے بند سے مربوط

واہ کیا خوب یہ مدحت ہے نسیمِ خوش ذات
لکھ رہیں اب سنِ تصنیف کہ ہو شیخِ حیات
امتحاں کا الف اٹھ کر یہ پکارے حق بات
ایک سو چودہ احادیث اور اکیس آیات
بات کی بات بھی تاریخ کی تاریخ بھی ہے
دلِ حاسد کے لیے خنجرِ مریخ بھی ہے

ساقیا اب تو ذرا چشمِ کرم ہو جائے
وہ پلا جو عوضِ تلخیِ غم ہو جائے
چشمۂ فیض رواں وقتِ رقم ہو جائے
جس کی اک بوند دو عالم کا بھرم ہو جائے
عالمِ ہوش میں گم ہیں مرے ہوش لے ساقی
آ گئی سرحدِ فیضانِ خموش اے ساقی

وہ پلا جس سے گروہِ فقہا ہے سرشار
بزمِ ناصر[1] میں جسے پیتے ہیں اربابِ وقار
دورِ آقا[2] میں غلامانِ علیؑ تھے میخوار
مست تھا سیدِ باقر[3] سا فقیہِ دیں دار
جس کو پی کر نہ فقط بخت ہمارا چمکا
نجمِ[4] ملت کی بھی قسمت کا ستارا چمکا

وہی مے عالمِ غیبت میں جو اک شانِ ظہور[5]
بادۂ بوالحسنی[6]، دیدۂ ہادی[7] کا شعور
وہی صہبا، ترے دلدار[8] بھی جس سے مخمور
تھی جو حامد[9] کے لیے حمدِ خداوندِ غفور
ہندیوں کو جو محقق[10] نے پلائی وہ شراب
مفت جو حضرتِ مفتی[11] نے لٹائی وہ شراب

---

[1] ناصر الملت مولانا سید ناصر حسینؒ۔ [2] قدوۃ العلما مولانا سید آقا حسنؒ۔ [3] باقر العلوم مولانا سید محمد باقرؒ۔ [4] نجم الملت مولانا سید نجم الحسنؒ۔ [5] ظہور الملت مولانا سید ظہور الحسنؒ۔ [6] مولانا سید ابوالحسنؒ۔ [7] مولانا سید محمد ہادیؒ۔ [8] مولانا سید دلدار علی غفرانمآبؒ [9] مولانا سید حامد حسینؒ [10] مولانا سید محمد حسینؒ
[11] مفتی سید محمد عباسؒ

سہ ۱۳۴۹ - ۱ (امتحان کے الف کا) = ۱۳۴۸ھ

وہی محفل، وہی بادہ، وہی جام و مینا
جس سے تھیں سیدِ نوری[۲] کی نگاہیں بینا
صدر، صدرا[۳] کا اسی شیشے سے تھا آئینا
بوعلی[۴] کا صفتِ طور تھا روشن سینا

وہی مے روح جو ہے جذبۂ ملی کے لیے
حلِّ مشکل تھی جو علامۂ حلی[۵] کے لیے

آل کے گھر کا وہی بادۂ قرآن مجید
مجلسی[۶] کرتے تھے جس کی سرِ مجلس تاکید
محفلِ باقرِ[۷] داماد میں تھی جس کی دید
تھا مفید اتنا کہ پیتے تھے جسے شیخ مفید[۸]

وہی شربت مرضِ جہل کا جو شافی تھا
وہی شربت جو کلینی[۹] کے لیے کافی تھا

کیوں نظر رہو کے یہ مے اب نہ بیں مے آشام
کہہ گئے شیخ صدوق[۱۰] اس کو صداقت انجام
خود تحقیق محقق[۱۱] نے بھی پی جام بجام
مرتضیٰ[۱۲] کو بھی پسند آگئی ایسی گلفام

ہے یہ وہ نور کی مے جس پہ فدا قاضی[۱۳] تھے
وہی صہبائے رضا جس سے رضی[۱۴] راضی تھے

وہی مے جس کے سبھی رند تھے پیاسے، پہلے
بزمِ اصحاب تھی میکش علما سے پہلے
جب ملی احمدِ مرسل کو خدا سے، پہلے
قاسمِ خلد نے پی شاہ و گدا سے پہلے

تھا عجب دَور، کشاکش نہ کوئی فتنا تھا
اُتنی مِل جاتی تھی مے ظرف جہاں جتنا تھا

دیں میں کامل ہوئے یہ جام ابوذر پی کر
زیبِ قرآں ہوئے عمار یہ ساغر پی کر
پائے ساقی میں جگہ پاگئے قنبر پی کر
کتنے ایسے بھی تھے بہکے جو مکرر پی کر

یوں تو پینے کو یہ ایک ایک مسلمان نے پی
ہوگئے اہل کچھ اس شان سے سلمانؓ نے پی

---

[۲] علامہ نوریؒ [۳] ملا صدراؒ [۴] بوعلی سیناؒ [۵] علامہ حلیؒ [۶] ملا باقر مجلسیؒ [۷] علامہ باقر داماؒد [۸] شیخ مفیدؒ
[۹] یعقوب کلینیؒ [۱۰] شیخ صدوقؒ [۱۱] صاحب شرائعؒ [۱۲] سید مرتضیٰ علم الہدیٰ [۱۳] قاضی نور اللہ شوستریؒ شہید ثالث) [۱۴] سید رضیؒ (جامع نہج البلاغہ)

وہی بادہ جسے مکّیؐ مدنیؐ پیتے تھے　　بزمِ حیدرؑ میں شجاعت کے دَھنی پیتے تھے
حِلم کے جام میں بھر کر حسنیؑ پیتے تھے　　ہر جگہ حُبِّ محلِ پنجتنی پیتے تھے
کیف ہر دَور میں یکساں تھا خدا والوں کا
جوش لیکن تھا جُدا کرب و بلا والوں کا

بھول سکتا نہیں مستانِ ولا کا یہ حال　　بھوک اور پیاس کی شدّت میں مصائب وہ کمال
زخمِ تن، داغِ جگر، جنگ، غمِ اہل و عیال　　قدمِ صبر سے ماں باپ کی فطرت پامال
نوکِ خنجر سے ہر اک دل کی گرہ کھلتی تھی
اِن بلاؤں کی ترازو میں وفا تُلتی تھی

وہ اُدھر فوج سے تیروں کی سراسر بوچھار　　وہ اِدھر جان فدا کرنے کو پیاسے تیار
بزمِ ساقی کے تحفظ میں بصد صبر و وقار　　سینے رکھ دیتے تھے نیزوں پہ ولا کے میخوار
بوڑھے بیتاب کی جلدی سوئے مقتل جائیں
اس پہ مچلے ہوئے بچّے کہ ہم اوّل جائیں

تھے بہت شوقِ شہادت میں جو غازی دلگیر　　بڑھ کے کھانے لگے تیغ و تبر و خنجر و تیر
سیرچشمی سے لُٹانے لگے گھر کو شبیرؑ　　دودھ کی فاطمہ زہراؑ کے یہی تھی تاثیر
ساتھ آئے تھے جو گھر سے وہ مسافر نہ رہے
دوست بچپن کے حبیب ابنِ مظاہر نہ رہے

ناز تھا جن پہ رفاقت کو وہ یاور بچھڑے　　نوجوانوں کے سوا چند گلِ تر بچھڑے
زوجۂ مسلمِ مظلوم کے دلبر بچھڑے　　عَون سے شیر، محمّدؑ سے دلاور بچھڑے
غنچہ لب ذبح ہوئے، خوں سے زمیں لال ہوئی
لاش تک قاسمِ ناشاد کی پامال ہوئی

کون سہ سکتا ہے وہ ظلم جو صابر نے سہا　　پاسِ خودداریِ جذبات ہر اک غم میں رہا
سامنے آنکھوں کے خوں قوتِ بازو کا بہا　　تھام لی صرف کمر، وا اَسَفا تک نہ کہا
کٹ گئے ہاتھ، نہ تھرائے مگر پائے حسینؑ
عَلم و مشک ترائی سے اٹھا لائے حسینؑ

ہائے غربت میں بچھڑ جائیں وہ نازوں کے پلے
جو نہالِ چمنِ حسن نہ پھولے نہ پھلے
مائیں دم توڑتے دیکھا کریں اور بس نہ چلے
باپ دل تھام کے رہ جائے پیچھے ہاتھ ملے
کس نے یہ گردشِ گردوں کا تماشا دیکھا
بیاہ کے بدلے جواں لال کا لاشا دیکھا

غم سے ٹوٹی ہوئی تھی گو کہ مسافر کی کمر
لاش پیری میں جواں مرگ کی لے آئے مگر
یا علیؑ، شیرِ خدا، فاتحِ بابِ خیبر
آپ اشجع ہیں کہ یہ آپ کا مظلوم پسر
میں بھی اک بات کہوں اب جو ہے ثابت مولا
ڈر نہیں، یہ ہے جواں بیٹے کی میت مولا